السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومقیان شرح متین وقاریان قرآن مجید وواقفان علم تجوید رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ زید حرف ضاد کو دواد مانند صورت دال مہملہ کے پڑھتا ہے اور اس کو دواد بولتا ہے اور ض مماثل ظ کے پڑھنے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی شخص بجائے ضاد کے ظا پڑھے گا تو اس کے نماز فاسد ہوجائے گی اور عمرو حرف ضاد کو جس جگہ پر کہ قرآن مجید میں آتا ہے مانند صوت ظاد معجمہ کے پڑھتا ہے اور اس کو ذواد بولتا ہے اور ض مماثل دال کے پڑھنے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حرف دواد بے اصل دبے ثبوت ہے اور محض مہمل ہے اور اس کے وجود کا کسی جا کتب فقہ وتفسیر وتصریف وتجوید وسلوک میں جن کا اس باب میں اعتبار ہے پتہ ونشان نہیں پس جبکہ کتب معتبرہ ومستندہ میں حرف دواد کا ذکر نقل نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ معدوم ہے اور اس کے پڑھنے سے نماز میں خلل آتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی شخص بجائے ضاد کے ظاء پڑھے بایں جہت کہ ادا کرنا ضاد کا مخرج سے سخت دشوار ہے اور ضاد کو ظاء سے مشابہت بہت ہے اور فرق کم تو نماز اس کی موافق مذہب مفتی بہ کے صحیح رہے گی اور کہتا ہے عموم بلوی ضاد اور دال میں معتبر نہیں ہوگا۔ پس سوال یہ ہے کہ ان دونوں شخصوں میں سے کس شخص کا قول وفعل صحیح ہے اور کس کا قول وفعل غلط۔ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ان دونوں شخصوں میں سے عمرو کا قول وفعل صحیح ہے اور زید کا قول وفعل غیر صحیح عمر کا یہ قول کہ (اگر کوئی شخص بجائے ضاد کے ظا پڑھے بایں جہت کہ ادا کرنا ضاد کا مخرج سے سخت دشوار ہے اور ضاد کو ظاء سے مشابہت بہت ہے اور فرق کم تو نماز اس کی موافق مذہب مفتی بہ کے صحیح رہے گی) اس لیے صحیح ہے کہ اس قول میں تین دعوے ہیں اور تینوں مدلل بدلائل صحیحہ ہیں۔

1۔ ایک دعویٰ یہ ہے کہ کہ چونکہ ضاد کا مخرج سے ادا کرنا سخت دشوار ہے۔

2۔ اور دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ ضاد کو ظاء سے بہت مشابہت اور فرق کم۔

3۔ اور تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ چونکہ ضاد کا مخرج سے ادا کرنا سخت دشوار ہے اور ضاد کو ظاء سے بہت مشابہت ہے اس لیے اگر کوئی شخص بجائے ضار کے ظاء پڑھے تو نماز اس کی موافق مذہب مفتی بہ کے صحیح رہے گی اب ہر ایک دعوے کی دلیل لکھی جاتی ہے تاکہ عمرو کے اس قول کی صحت معلوم ہو پہلے دعوے کی دلیل یہ ہے کتاب النشر فی قراءت العشر میں مرقوم ہے :

"ولیس فی الحروف ما یعسر علی اللسان مثلہ، فإن ألسنة الناس فیہ مختلفة وقل من یحسنہ "

"یعنی جیسا ضاد کا ادا کرنا زبان پر دشوار ہے ویسا کسی حرف کا ادا کرنا دشوار نہیں اسی وجہ سے لوگوں کی زبانیں اس کے ادا کرنے میں مختلف ہیں اور کم لوگ ہیں جو اس کو اچھی طرح سے ادا کرسکیں علامہ جزری تمہید فی علم التجوید میں لکھتے ہیں :

"واعلم أن ہذا الحرف لیس من الحروف حرف یعسر علی اللسان غیرہ "

"یعنی حروف میں حرف ضاد کی طرح کوئی اور حرف دشوار نہیں ہے علامہ ابو محمد مکی کتاب الرعایہ میں لکھتے ہیں۔ ضاد کے پڑھنے میں قاری کو لحاظ ومحافظت کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ میں نے اس میں بہت سے قراء اور ائمہ کو قصور کرتے ہوئے دیکھا وجہ اس کی یہ ہے کہ ضاد کا ادا کرنا دشوار ہے ان لوگوں پر جن کو اس کی مشاقی نہیں ہے۔ اور دوسرے دعوے کی دلیل یہ ہے علامہ ابو محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الرعایہ میں لکھتے ہیں :

"والظاء حرف یشبہ لفظہ فی السمع لفظ الضاد "

یعنی ضاد ایک ایسا حرف ہے جو سننے میں ظاء کے مشابہ ہے علامہ شعلہ موصلی حنبلی شرح شاطبیہ موسوم بہ کنز المعانی شرح حرز الامانی میں لکھتے ہیں :

"أن الضاد والظاء والذال متشابہة فی السمع، والضاد لا تفترق عن الظاء إلا باختلاف المخرج وزیادة الاستطالة فی الضاد ولولاہا لکانت إحداہما عین الأخریٰ "

یعنی ضاد اور ظار اور زال سننے میں باہم متشابہ ہیں اور ضاد اور ضاء میں صرف دو بات کا فرق ہے ایک تو یہ کہ ان دونوں کا مخرج الگ الگ ہے اور دوسرے یہ کہ ضاد میں استطالت ہے اور ظا میں نہیں اگر ان دونوں کا فرق نہ ہوتا تو یہ دونوں حرف ایک ہوجاتے۔ علامہ محمد بن محمد حرزی تمہید فی علوم التجوید میں لکھتے ہیں :

"والناس یتفاوتون فی النطق بالضاد, فمنہم من یجعلہ ظاء لأن الضاد یشارک الظاء فی صفاتہا کلہا ویزید علی الظاء بالاستطالة فلولا الاستطالة واختلاف المخرجین لکانت ظاء وہم أکثر الشامیین وبعض أہل المشرق . وحکی ابن جنی فی کتاب التنبیہ وغیرہ أن من العرب من یجعل الضاد ظاء مطلقاً فی جمیع کلامہم وہذا قریب وفیہ توسع للعامة انتہی "

"یعنی لوگ ضاد کے ادا کرنے میں مختلف ہیں بعض لوگ تو ضاد کو ظاہر بولتے ہیں اور یہ اکثر شام والے ہیں اور بعض اہل شرق اور ان لوگوں کے ضاد کو ظاء پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ حرف ضاد حرف ظا کی تمام صفتوں میں مشارک ہے اور اس میں استطالت کی صفت زائد ہے جو حرف ظاء میں نہیں ہے سو اگر ضاد میں استطالت کی صفت نہ ہوتی اور اور اس کا مخرج ظاء کے مخرج سے الگ نہ ہوتا تو ضاد عین ظاء ہو جاتا اور ابن جنی نے اپنی کتاب التنبیہ میں لکھا ہے کہ بعضے عرب عام طور پر اپنے تمام کلام میں ضاد کو ظا بولتے ہیں۔ اور یہ قریب ہے اور اس میں عوام کے لیے وسعت ہے۔"

قصیدہ جزریہ میں ہے:

وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَۃٍ وَمَخْرَجٍ ◊ ◊ ◊ مَیِّزْ مِنَ الظَّاءِ وَکُلُّہَا تَجِیْ

یعنی ضاد اور ظ میں صرف استطالت اور مخرج کا فرق ہے۔ ض اور ظ میں بجز استطالت و مخرج کے تمام صفات میں مشارک و مشابہ ہونا۔ ایک ایسی بات ہے کہ اس پر تمام علمائے فن تجوید کا اتفاق ہے لہذا دوسرے دعوے کے ثبوت میں جس قدر عبارتیں نقل کی گئی ہیں کافی ووافی ہیں اور عبارتوں کی نقل کی کچھ ضرورت نہیں۔ اور تیسرے دعوے کی دلیل یہ ہے تاریخ ابن خلقان جلد دوم صفحہ 299 میں علامہ ابن الاعرابی اللغوی کے ترجمہ میں مرقوم ہے:

"جائز فی کلام العرب أن یعاقبوا بین الضاد والظاء، فلا یخطئ من یجعل ہذہ فی موضع ہذہ. وینشد:
<u>الی اللہ أشکو من خلیل أودہ</u>
<u>ثلاث خلال کلہا لی غائض</u>
بالضاد ویقول ہکذا سمعتہ من فصحاء العرب"

یعنی علامہ ابن الاعرابی لغوی کہتے تھے کہ کلام عرب میں ضاد کو بجائے ظاء کے اور ظاء کو بجائے ضاد کے پڑھنا جائز ہے پس جو شخص ضاد کی جگہ ظا پڑھے یا ظاء کی جگہ ضاد پڑھے تو وہ خاطی نہیں کہا جائے گا علامہ ابن الاعرابی کا یہ قول نص صریح ہے اس بات پر کہ جو شخص قرآن مجید میں ضاد کی جگہ ظا پڑھے وہ خاطی نہیں ہے اور جب وہ خاطی نہیں ہے تو اس کی نماز بلاشبہ صحیح و درست ہوگی علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

"المسألۃ العاشرۃ: المختار عندنا أن اشتباہ الضاد بالظاء لا یبطل الصلاۃ، ویدل علی أن المشابہۃ حاصلۃ بینہما جداً والتمییز عسر، فوجب أن یسقط التکلیف بالفرق، بیان المشابہۃ من وجوہ: الأول: أنہما من الحروف المجہورۃ، والثانی: أنہما من الحروف الرخوۃ، والثالث: أنہما من الحروف المطبقۃ/والرابع: أن الظاء وإن کان مخرجہ من بین طرف /اللسان وأطراف الثنایا العلیا ومخرج الضاد من أول حافۃ اللسان وما یلیہا من الأضراس إلا أنہ حصل فی الضاد انبساط لأجل رخاوتہا وبہذا السبب یقترب مخرجہ من مخرج الظاء، والخامس: أن النطق بحرف الضاد مخصوص بالعرب قال علیہ الصلاۃ والسلام: "أنا أفصح من نطق بالضاد"([2]) فثبت بما ذکرنا أن المشابہۃ بین الضاد والظاء شدیدۃ وأن التمییز عسر، وإذا ثبت ہذا فنقول: لو کان ہذا الفرق معتبراً لوقع السؤال عنہ فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وفی أزمنۃ الصحابۃ، لا سیما عند دخول العجم فی الإسلام، فلما لم ینقل وقوع السؤال عن ہذہ المسألۃ البتۃ علمنا أن التمییز بین ہذین الحرفین لیس فی محل التکلیف".

"یعنی دسواں مسئلہ ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ ضاد کا ظاء کے ساتھ مشابہ ہونا نماز کو باطل نہیں کرتا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان نہایت مشابہت ہے اور ان دونوں میں تمیز کرنا مشکل ہے اس وجہ سے یہ بات واجب ہوئی کہ ان دونوں کے درمیان فرق کرنے کی تکلیف ساقط ہو اور ان دونوں میں مشابہت کا بیان کئی وجہوں سے ہے اول تو یہ ہے کہ دونوں حرف حروف رخوہ سے ہیں اور تیسرے یہ کہ دونوں حرف حروف مطبقہ سے ہیں اور چوتھے یہ کہ اگرچہ ظا کا مخرج زبان اور ثنایا یا علیا کی نوک ہے۔ اور ضاد کا مخرج زبان کے کنارہ سے ہے مع اضراس کے جو کنارہ زبان سے متصل ہیں مگر چونکہ ضاد میں بوجہ اس کے رخوہ ہونے کے انبساط اور کشادگی حاصل ہے اس وجہ سے ضاد کا مخرج ظا کے مخرج سے قریب ہے اور پانچویں یہ کہ نطق بحرف ضاد عرب کے ساتھ مخصوص ہے ہمارے اس بیان سے ثابت ہوا کہ ضاد اور ظا کے درمیان نہایت مشابہت ہے اور دونوں میں تمیز کرنا مشکل ہے جب یہ ثابت ہو چکا تو ہم کہتے ہیں کہ اگر ان دونوں حرفوں میں فرق کرنا ضروری ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے زمانہ میں بالخصوص جبکہ عجمی لوگ داخل ہوئے اس کے بارے میں ضرور سوال واقع ہوتا۔ پس جب اس بارے میں سوال واقع ہونا منقول نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ان دونوں حرفوں میں تمیز کرنے کی ہم لوگوں کو تکلیف نہیں دی گئی ہے۔ فتاوے قاضی خان میں ہے:

"لو قرأ الضالین بالظاء مکان الضاد أو بالدال لا تفسد صلاتہ ولو قرأ الدالین بالدال تفسد صلاتہ انتہی"

یعنی اگر کسی نے ضالین کو ضاد کی جگہ ظ سے یا ذ سے پڑھا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر دالین دال سے پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہو جاوے گی فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"[1]وان غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ کالظاء مع الضاد فقرأ الطالحات وکان الصالحات تفسد صلوتہ عند الکل وان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین وإن کان لا یمکن الفصل بین الحرفین إلا بمشقۃ کالظاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ، قال أکثرہم: لا تفسد صلاتہ"

ردالمختار میں ہے:

"فإن أمکن الفصل بینہما بلا کلفۃ کالصاد مع الطاء بأن قرأ الطالحات، بدل «الصالحات» فہو مفسد باتفاق أئمتہم، وإن لم یمکن التمییز بینہما إلا بمشقۃ کالظاء مع الضاد والصاد مع السین فأکثرہم علی عدم الفساد لعموم البلوی"

حاصل ان عبارتوں کا یہ ہے کہ چونکہ حرف ضاد اور ظاء میں فرق کرنا مشکل ہے اور بلا مشقت کے فرق نہیں ہو سکتا اس لیے ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور یہی مضمون فقہ حنفی کی بہت سی کتابوں میں مرقوم ہے الحاصل عمرو کا یہ قول کہ اگر کوئی شخص بجائے ضاد کے ظا پڑھے باین جہت کہ ادا کرنا ضاد کا مخرج سے دشوار ہے اور ضاد کو ظا سے مشابہت بہت ہے اور فرق کم تو نماز اس کی موافق مذہب مفتی بہ کے صحیح رہے گی، صحیح اور مدلل ہے اور جب اس کا یہ قول صحیح اور مدلل ہے تو اس کا فعل یعنی ضاد کو مانند صورت ظا کے پڑھنا بھی صحیح و درست ہے اور یہیں سے ثابت ہو گیا کہ زید کا یہ قول کہ اگر کوئی شخص بجائے ضاد کے ظا پڑھے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جاوے گی بالکل غلط ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ زید کا ضاد کو مانند صوت دال کے پڑھنا بالکل بے اصل و بے ثبوت ہے اور حسب تصریح قاضی خان بجائے ضاد کے دال پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہے۔ اور عمرو کا ض کو مماثل دال کے پڑھنے سے منع کرنا اور یہ کہنا کہ حرف دواد بے اصل و بے ثبوت ہے الخ۔ بہت بجا اور صحیح ہے فی الوقت صرف ضاد کا مماثل دال کے ہونا نہ تجوید کی کسی کتاب سے ثابت ہے اور نہ صرف یا فقہ تفسیر کی کتاب سے پس ضاد کا

مماثل دال کے پڑھنا بلاشبہ بے دلیل وبے ثبوت ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔ (سید محمد نذیر حسین)

---

[1]۔ اگر معنی بدل جائیں تو اگر دو حرفوں میں امتیاز کرنا آسان ہو مثلاً صاد اور طا۔ صالحات کی بجائے طالحات پڑھ جائے تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر باآسانی ان میں ایمتاز نہ ہوسکتا ہو جیسے ضاد اور ظاء اور صاد اور سین وغیرہ تو اکثر مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوگی۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی نذیریہ

جلد 2، کتاب الاذکار والدعوات والقراءۃ: صفحہ 21

محدث فتویٰ